رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۵۶۴
اللہ اکبر
اللہ اکبر
اجرا کردہ و قائم کردہ عالیجناب حضرت امیر ملت عظیم البرکت زبدۃ الاولیاء حاجی پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ
زیر سرپرستی
عالیجناب فیض مآب مولینا الحاج صدر الافاضل صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علیپوری
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
سیالکوٹ
سالانہ چندہ ۴ روپے
فی پرچہ ۶
مسجد نور علی پور شریف
جلد ۴۴
مارچ سنہ ۱۹۵۲ء
نمبر ۴
مدیر مسئول
حاجی مولوی محمد امام الدین رائے پوری
مدیر اعزازی
جناب صاحبزادہ حاجی حافظ انور حسین شاہ علی پوری
مولوی امام الدین رائے پوری ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے رسالہ انوار الصوفیہ تعلیمی پریس سیالکوٹ سے چھپوا کر کچی مسجد سیالکوٹ سے شائع کیا۔

قواعد وضوابط

ا۔ علم تصوف کی اشاعت کرنا (۲) بزرگانِ دین کی سوانح عمریاں پیش کرنا (۳) کتاب سنت و فقہ کی روشنی میں مسائل پیش کرنا (۴) عوام کے افعال و اعمال اور ان کے اخلاق سدھارنا۔

فہرست مضامین

ویب سائٹس	http://ameeremillat.org/
ویب سائٹس	http://ameer-e-millat.com/
ویب سائٹس	http://ameeremillat.com/
ویب سائٹس	http://www.haqwalisarkar.com/
ویب سائٹس	http://www.charaghia.com/
کتابیں	http://www.scribd.com/bakhtiar2k
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/
تصاویر	http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/
فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ	http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/
بلاگز	http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
بلاگز	http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html
بلاگز	http://www.jamaatali.blogspot.com/
ویڈیو	http://vimeo.com/user13885879/videos
ویڈیو	Youtbe: bakhtiar2k
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.marfat.com
اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.maktabah.org
نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں	www.fezanenaat.com

انوار صوفیہ رسالہ

جو کہ حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمتہ اللہ علیہ نے

1901ء میں

شروع کروایا تھا اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسائل دستیاب ہیں

1. انورصوفیہ مئی 1951
2. انورصوفیہ مارچ 1952
3. انورصوفیہ فروری 1953
4. انورصوفیہ اپریل 1953
5. انورصوفیہ اگست 1953
6. انورصوفیہ جولائی 1954
7. انورصوفیہ اپریل 1955
8. انورصوفیہ اپریل، مئی 1955
9. انورصوفیہ جون 1955
10. انورصوفیہ جولائی 1955
11. انورصوفیہ اگست 1955
12. انورصوفیہ ستمبر 1955
13. انورصوفیہ اکتوبر 1955
14. انورصوفیہ نومبر، دسمبر 1955
15. انورصوفیہ جولائی، اگست 1956
16. انورصوفیہ ستمبر 1956
17. انورصوفیہ اکتوبر 1956
18. انورصوفیہ نومبر 1956
19. مناقب مجددیہ، قیومہ، معصومیہ، نقشبندیہ (ڈاکٹر اللہ دتہ طالب کنجاہی رحمتہ اللہ علیہ)

انوار صوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر میں پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی کا خاص طور پر مشکور ہوں۔ پیر چوہدری عبدالرحمٰن خان جماعتی مندرجہ ذیل کتابوں کے رائیٹر بھی ہیں انکی اب سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب عنقریب مکمل ہو جائے گی

۱۔ سیرت طالب ۲۔ انوار طالب ۳۔ تصوف ۴۔ تفسیر طالب ۵۔ (انگلش) Sapritual Guiad

bakhtiar2k@hotmail.com

فقیر الفقراء بختیار حسین جماعتی (غلام شیخ معز الدین جماعتی رحمتہ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہوار **انوار الصوفیہ** سیالکوٹ

جلد ۴۴	ماہ شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق مارچ ۱۹۵۲ء	نمبر ۴

نعت شریف

(از جناب حکیم محمد اسماعیل صاحب مرحوم سیالکوٹی)

یا نبی دیکھیے کیا حالت سودائی ہے
تیرا دیوانہ ہے اور خلق تماشائی ہے
میں جو روتا ہوں تو ہنستی خلقت مجھ پر
ایک تو جان چلی اس پہ یہ رسوائی ہے
اے غم ہجر نبی تیرا نہیں ہے شکوہ
اپنی قسمت نے یہ صورت مجھے دکھلائی ہے
اب تو آجاؤ یہاں غیر کوئی پاس نہیں
آپ کی یاد ہے یا یہ شب تنہائی ہے
پھر گئی آکے اجل دیکھ کے یہ جسم ضعیف ؎ کوئی پوچھے تو وہ کس بات سے شرمائی ہے
چشم رحمت بخشا بہ دل زار حکیم ؎ اب تو فرقت سے طبیعت گھبرائی ہے

نعت شریف

(از میاں محمد حسین صاحب گلفروش وزیرآباد)

خدا کے لاڈلے کا ہے بڑا دربار دنیا میں
وہ آیا نائب حق بن کے او مختار دنیا میں
یتیموں کا وہ ملجا ہے غریبوں کا وہ ماوٰی ہے
نہیں ہر ایک کہتا ہے سخی سرکار دنیا میں
خزاں آتی نہیں اس میں سدا ہی موسم گل ہے
شگفتہ ہے نرالی آپ کی گلزار دنیا میں
یہ صدقہ ہے نبی رحمت عالم کی رحمت کا
کہ پاتا ہر مرض کی ہے شفا بیمار دنیا میں
اطاعت گلفروش اب خوب کرنا اپنے مولا کی
سمجھ لینا نہیں آنا نہیں ہر بار دنیا میں

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کا انچاسواں سالانہ اجلاس زیر صدارت و سرپرستی عالیجناب فیضمآب صدر الافاضل استاد العلماء والفضلاء مولانا الحاج صاحبزادہ عالی سرکار پیر حافظ سید محمد حسین صاحب خلف اکبر سرکار علی پوری قدس سرہ بتاریخ ۲۸-۲۹ چیت مطابق ۹-۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء آستانہ عالیہ میں منعقد ہوگا۔

ارشاداتِ نورانی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ ارشاد فرمایا۔ مسلمان آدمی کو علم کے باعث وہ درجہ ملتا ہے۔ جو شب بیدار اور روزہ دار کو ملتا ہے۔

۲۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ میرے رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں تو ان سے ملتا ہوں۔ مگر وہ مجھ سے کنارہ کرتے ہیں۔ ان سے نیکی کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے بدی کرتے ہیں۔ میں ان سے حلم کرتا ہوں۔ وہ مجھ سے جہالت کرتے ہیں۔ اس پر حضور نے فرمایا۔ اگر یہی حال ہے۔ تو تم ان کے پیٹوں میں آگ بھرتے ہو۔ اور داد و دہش ان کے حق میں اچھی نہ ہوگی۔ اور جب تک تم ایسا کرتے رہوگے۔ خدا کی طرف سے تم کو مدد رہے گی۔

۳:۔ ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بردبار۔ حیادار۔ تونگر۔ پارسا سے۔ متقی کو دوست رکھتا ہے۔ اور بیہودہ گو۔ زبان دراز۔ لیچڑ سائل کو دشمن جانتا ہے۔

۴:۔ فرمایا۔ کہ بروز حشر جب خدا تعالیٰ خلق کو جمع کریگا۔ تو فرشتہ پکاریگا۔ اہل فضل کہاں ہیں۔ اس پر تھوڑے سے لوگ اٹھینگے۔ اور جنت کی طرف دوڑینگے اور کہینگے کہ ہم اہل فضل ہیں۔ پوچھا جائیگا کہ تم میں کیا فضل تھا۔ وہ جواب دینگے۔ کہ ہم نے ظلم پر صبر کیا۔ بد سلوک کرنے والے کو بخشدیتے تھے۔ اور جو جہالت کرتا اس سے بحلم سلوک کرتے۔ اس پر فرشتے ان کو جنت میں تشریف لے جانے کو فرمائینگے۔

۵:۔ ارشاد فرمایا۔ اگر کوئی تجھ کو کسی عیب کا ننگ لگائے۔ تو اسکو اس عیب کا ننگ نہ لگا۔

۶:۔ فرمایا۔ آپس میں گالی دینے والے شیطان ہیں۔ کہ جھوٹ بکتے ہیں۔

۷:۔ فرمایا بہتر وہ ہے جو بدیر خفا اور بزود خوش ہو۔ اور بدتر وہ ہے جو جلدی خفا ہو۔ اور بدیر راضی ہو۔

۸:۔ فرمایا۔ مسلمان کینہ ور نہیں ہوتا۔

۹:۔ فرمایا۔ تواضع سے برتری اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ اور معاف کرنے سے اللہ تعالےٰ مدد کرتا ہے اور عزت

۱۰:۔ فرمایا۔ صدقہ دو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کریگا۔ اور مال میں کثرت اور برکت ہوگی۔

۱۱:۔ فرمایا۔ جس کسی کو خصلت رفق سے بہرہ ملا ہے۔ اس کو دنیا و آخرت کی برکت سے بہرہ ملا۔ اور جو بہرہ رفق سے محروم ہے اسکو دنیا و آخرت سے محرومی ہے۔

۱۲:۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کو نرمی پسند ہے (۱۳) فرمایا جس گھر اہل بیت سے محبت ہوتی ہے۔ ان کے درمیان اللہ تعالیٰ رفق و نرمی کر دیتا ہے۔ (۱۴) فرمایا اللہ اللہ تعالیٰ ملائمت پر اتنا عطا کرتا ہے کہ جہالت پر نہیں دیتا اور جب خدا چاہتا ہے تو کسی بندہ کو ملائمت دیتا ہے۔ اور جو اہل بیت ملائمت سے محروم رہتے ہیں۔ وہ جنت سے محروم رہتے ہیں۔

تھوا بہادر میں اعلیٰحضرت امیر ملت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

ختم شریف!

حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رائس المفسرین منبع برکات مخزن حسنات پیر و مرشد الحاج حافظ سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری دامت برکاتہم - بروز چہار شنبہ بتاریخ ۱۳ فروری ۱۹۵۲ء ۱۲ بجے جہلم سے چکوال تشریف لائے - اور لفٹنٹ علی گوہر صاحب جماعتی آپ کو کار میں بٹھا کر اپنے گھر تھوا بہادر لے گئے - اہالیان تھوا بہادر کی انتہائی سعادت و خوش بختی ہے - کہ آفتاب حقیقت و طریقت نے اپنے انوار و برکات سے اس کوردہ اور دور افتادہ مقام کے عقیدتمندوں کو مستفیض و دستگیر فرمایا -

؎ ایں سعادت بزور بازو نیست

اے آمدنت باعثِ آبادیٔ ما ذکر تو بود زمزمۂ شادیٔ ما

لفٹنٹ علی گوہر صاحب نے بروز پنجشنبہ بتاریخ ۱۴ فروری اعلیٰحضرت امیر ملت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ختم شریف کا اہتمام کیا - بعد نماز ظہر قرآن خوانی ہوئی اور عصر تک جاری رہی - بعد نماز مغرب قل شریف ہوا، متعدد حفاظ نے رکوع پڑھے، جن میں حافظ مظفر حسن فریدی، حافظ صاحب خطیب جامع مسجد تھوا بہادر، حافظ صالح محمد قابل ذکر ہیں۔ گوجرانوالہ سے علی محمد صاحب نعت خواں، کو خاص طور سے بلایا گیا تھا۔ ان کی نعت خوانی سے بڑا لطف اور بڑی رونق ہو گئی - پلاؤ - زردہ - کیک - کیلے - کھجوریں - روٹی - سالن پر فاتحہ ہوئی - کھانے پر بہت سے حضرات مدعو تھے -

لفٹنٹ علی گوہر صاحب نے حضرت قبلہ و کعبہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم کی تشریف آوری کی عام اطلاع کے لئے اشتہارات چھپوائے تھے - جو تمام تحصیل چکوال اور تلہ گنگ کے نواح میں تقسیم کئے گئے - ان میں اس امر کی بھی اطلاع دی گئی تھی - کہ حضرت قبلہ و کعبہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم تھوا بہادر کی مسجد میں نماز جمعہ پڑھائینگے - اور اس کے بعد اپنے مواعظ حسنہ سے حاضرین کو مستفید ہونے کا موقعہ بخشینگے - چنانچہ جمعہ کے دن صبح سے ہی لوگ، جوق در جوق آنے شروع ہو گئے - اس زریں موقع سے سعادت اندوز ہونے کے لئے لوگ دور دراز مقامات سے بھی آ گئے - تھوا بہادر والوں کے لئے سالہا سال میں یہ پہلا موقعہ تھا - کہ مسجد اول سے آخر تک بھری ہوئی تھی - تھوا بہادر کی مسجد بہت کافی وسیع و عریض ہے - اس پر بھی ہزاروں شائقین سے گلی کوچے تک بھر گئے - پھر بھی ہجوم کم نہ ہوتا تھا - اور کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی -

جمعہ کا جلسہ دو نشستوں میں ہوا - نماز سے پہلے حافظ محمد بشیر صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے جلسہ شروع ہوا

حافظ اللہ بخش صاحب نے اور ان کے بعد علی محمد صاحب نے نعت خوانی کی۔ پھر حافظ محمد اسحاق صاحب، خطیب جامع مسجد حنفیہ، چکوال نے "آدوہ گفتہ۔ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نہایت بصیرت افروز وعظ فرمایا۔ اس کے بعد حضرت قبلہ مدظلہٗ العالی نے خطبہ جمعہ پڑھا اور نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد دوبارہ جلسہ شروع ہوا۔ اب ہجوم پہلے سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ مستورات چھتوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ اور دوسرے بڑے بڑے فوجی حضرات بصد اشتیاق گلیوں میں کھڑے تھے۔ دوبارہ حافظ محمد بشیر صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ علی محمد صاحب گوجرانوالہ نے نعت خوانی کی۔ اللہ بخش صاحب نے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب کے متعلق وعظ فرمایا۔ اس کے بعد وہ ساعت مسعود آئی جس کے اشتیاق میں یہ ہجوم عاشقاں جمع ہوا تھا۔ حضرت قبلہ وکعبہ صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم نے اسلام، ایمان اسلام کے فضائل و برکات دیگر مذاہب پر اسکی برتری و فوقیت کے متعلق وعظ فرمایا۔ اور سب سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ مسلمان اپنے زیرک، ذہین اور ہوشیار بچوں کو علم دین سکھانے کی طرف توجہ کریں۔ علم دین سیکھنا اور سکھانا فرض کفایہ ہے۔ قرون [illegible] میں پردہ نشین مستورات تک اپنے بچوں کو ہزاروں روپے خرچ کرکے فقہ و حدیث کا علم حاصل کراتی تھیں۔ اور دور دراز مقامات پر بھیجتی تھیں۔ اور اس زمانہ کا حال یہ ہے کہ جو بچہ ذہین اور عقلمند ہوتا ہے اس کو ہزاروں روپے خرچ کرکے ولایت بھیجتے ہیں۔ جہاں سے وہ بجائے مسلمان کے بالکل انگریز بن کر آتا ہے۔ اور جو بچے نالائق، غبی اور معذور ہوتے ہیں۔ ان کو مدرسہ بھیجدیا جاتا ہے۔ وعظ کیا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوہر تابدار بے قطع و برید زبان مبارک سے بکھر رہے ہیں۔ نہ عربی و فارسی کی ترکیبیں، نہ پیچدار جملے، نہ بات بات پر فارسی اشعار۔ بلکہ نہایت آسان، سادہ اور سلیس انداز میں تقریر فرماتے رہے۔ نہایت چھوٹے چھوٹے آسان جملے ہر ایک بات کو دلائل سے زیادہ حقیقی واقعات اور ذاتی تجربات سے ثابت کرتے تھے۔ یہ حضرت مدظلہٗ العالی کی فراست و بصیرت تھی۔ کہ آپ ان سادہ، ناخواندہ دہقانوں کو سمجھانے اور ان کے دل میں بٹھانے کے لئے یہ سادہ انداز اختیار فرمایا۔ ایسے ہی بزرگ کی شان میں اقبال مرحوم نے کہا ہے ؎

مثل خورشید سحر فکر کی تابانی میں

بات میں سادہ و آزادہ معانی میں دقیق

حضرت مدظلہٗ العالی کی تقریر سنتے وقت اعلیحضرت پیر و مرشد قبلہ عالم روحی فداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار یاد آرہے تھے۔ تقریر کا انداز بالکل حضور کی طرح تھا۔ اور وہی سماں پیدا ہوگیا تھا۔ حضور قبلہ عالم روحی فداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح حضرت مدظلہ العالی نے بھی تمام حاضرین سے کلمہ طیبہ پڑھوا کر ہاتھ اٹھوا کر قسم لی کہ تاحیات نماز نہیں چھوڑینگے۔ حضرت نے فرمایا کہ آپ میرے کلمہ کے گواہ ہیں۔ اور میں آپ کے کلمہ کا گواہ ہوں۔ اسی طرح میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ تاحیات نماز نہیں چھوڑونگا۔ آپ مجھ سے عہد کیجئے کہ آپ بھی تاحیات نماز نہیں چھوڑینگے۔ سبحان اللہ! اسلام کی سچی محبت، اور حقیقی شیفتگی کا سچا نمونہ آپ کی ذات اقدس ہے، اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ آپ نے وعظ کے بعد دعا فرمائی اور جلسہ ختم ہوگیا۔ اس کے بعد عصر کی نماز کے لئے اذان ہوئی۔ حضرت مدظلہ العالی

نے مولانا حافظ آمین صاحب چکوالی سے فرمایا کہ وہ عصر کی نماز پڑھائیں - اسلئے کہ آپ قصر نماز ادا کرتے - اور لوگوں کو دھوکہ ہوجاتا -

چونکہ حضرت مدظلہ العالی رحمت و شفقت کا مجسمہ ہیں - اسلئے آپ نے لفٹننٹ علی گوہر صاحب کی گذارش کو قبول فرمایا - اور سنیچر کے دن بھی وہیں قیام فرمایا - اگرچہ آپ کا ارادہ جمعہ کی شام ہی کو مراجعت فرمائے چکوال ہونے کا تھا - چنانچہ آپ نے اتوار بتاریخ ۱۷ ار فروری ۱۹۵۲ء ۱۲ بجے اس احقر الناس غلام سرا پا تقصیر کے مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق بخشی -

قدم حضور کے آئے میرے نصیب کھلے
جواب قصر سلیماں غریب خانہ ہوا

میرے یہ نصیب کہاں تھے کہ جناب کے قدم مبارک یہاں آتے ، یہ محب صادق ، عاشق مخلص خادم الفقراء برادر محترم علی گوہر صاحب کی عالی ہمتی - صدق دلی اور خلوص قلبی کا نتیجہ ہے - یہ سعادت مجھے بھی نصیب ہوگئی اور میں ان کا بیحد و غائیت ممنون ہوں - حضرت مدظلہ العالی کا پہلے ہی سے یہ قصد تھا کہ پیر کے دن تشریف لے جائینگے - اس کے علاوہ دربار شریف سے مکتوب موصول ہوا - جس میں کسی نہائیت ضروری کام کیلئے جلد سے جلد تشریف لانے کی استدعا تھی - چونکہ آپ اسوۂ حسنہ کا نمونہ ہیں اس لئے آپ نے میری التجا کو منظور فرما لیا - اور پیر کے بھی قیام فرمایا - چونکہ میں نے اعلیحضرت امیر ملت قبلہ عالم روحی فداہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ختم شریف اب تک نہیں کیا تھا - اور کسی نہ کسی وجہ سے ملتوی ہو رہا تھا - یہ کیا خبر تھی کہ ایسی مبارک ساعت کیلئے ختم شریف موقوف ہو رہا تھا - چنانچہ پیر کے دن بتاریخ ۱۸ ار فروری ۱۹۵۲ء ۲ بجے قرآن مجید کا ختم پڑھا گیا - اور بعد مغرب قل شریف ہوا - حضرت مدظلہ العالی منگل کے دن ۷½ بجے صبح بس سے جہلم تشریف لے گئے -

تو عزم سفر کردی رفتی ز بر ما
بستی کمر خویش و شکستی کمر ما

از
زاہد حسن فریدی ، چکوال

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کا انچاسواں سالانہ اجلاس زیر صدارت سرپرستی عالیجناب فیضیاب صدر الافاضل استاد العلماء و الفضلا مولانا الحاج صاحبزادہ عالی سرکار پیر حافظ سید محمد حسین صاحب خلف اکبر سرکار علی پوری قدس سرہ بتاریخ ۲۸-۲۹ چیت مطابق ۹-۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء آستانہ عالیہ میں منعقد ہوگا -

قصیدہ

در شانِ عالیجناب فیضمآب مرشدی و مولائی حضرت سیّد محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علیپور شریف

(از جناب سید غلام فیض محمد صاحب نقشبندی جماعتی بیکانیری)

محمد کے ہو نور محمد حسین
خدا کے ہو منظور محمد حسین

ہو الحق ہیں تم چُور محمد حسین
ہو نورٌ علیٰ نور محمد حسین

نہ مجھ کو رکھو دور محمد حسین
ہوا مدّت سے مہجور محمد حسین

تم عفو خطا تم ہی بحرِ عطا ہو
کرم سے ہو بھرپور محمد حسین

طریقہ صدیقی و نوری تمہارا
سراپا ہو تم نور محمد حسین

ہو شہزادہ شہ جماعت ادھر تم
فقیری میں بھرپور محمد حسین

غلاموں کو ہمرنگ اپنے بنانا
نہیں تم سے کچھ دور محمد حسین

ہے شمع ہدایت تمہاری فروزاں
جو ظلمت ہے کافور محمد حسین

ہیں جلوے شجر اور حجر پر تمہارے
نہ موقوف ہر طور محمد حسین

ہے انوار قبلہ جماعت علی سے
ترا سینہ معمور محمد حسین

نگاہ حقیقت سے گر کوئی دیکھے
ہر اک سے شہ از نور محمد حسین

ہے انوار احمد سے صدقہ ہیں شہ کے
علی پور ہے پُرنور محمد حسین

ترے بیکانیری ہیں ترے کرم کے
دل و جان سے مشکور محمد حسین

رہے شہ کا تجھ پر ترا سایہ ہم پر
نہ جب تک ہے [illegible] محمد حسین

تری آل اولاد اقبال مند ہو!
نظر بد رہے دور محمد حسین

دعا فیضی اور سب غلاموں کے حق میں
کرو حق سے بھرپور محمد حسین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث خیر الانام صلعم

(بخاری شریف)

(از حافظ سلطان احمد خلیفہ مجاز سرکار علی پوری پشاور!)

(انَّ الصِّدْقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّۃِ) سچ بولنا نیک کاموں کی ہدایت کرتا ہے۔ اور نیک کام جنت میں لے جاتا ہے۔ کروڑوں مسلمانوں میں شاید گنتی کے چند ہی مسلمان ہونگے۔ جو اس ارشاد رسول مقبول صلعم پر عمل پیرا ہوں۔ حالانکہ بات معمولی ہے۔ نہ اس میں وقت کی قید نہ محنت و ریاضت کی ضرورت البتہ یہ بات ضروری ہے۔ کہ سچی بات ہمیشہ کڑوی لگتی ہے۔ لیکن اس کڑوے پن سے بے پرواہ ہو کر اگر عام لوگ سچ بولنا اختیار کریں تو یہ اکثر سچ کی کڑواہٹ شیریں مقالی و راست گفتاری سے بدل جائے۔ تاریخ روشن ہے۔ کہ بزرگان دین حق و صداقت کے عمل میں نہ سلاطین سے خائف ہوتے اور نہ حاکموں سے نہ تخت و حکومت سے ڈرے نہ تختہ دار سے۔ انہوں نے تلواروں کی چھاؤں میں۔ گولیوں کے نشانوں میں قید و بند کے مصائب میں صدائے حق بلند کرنے میں نہ کسی دنیاوی عزت وقار کا خیال کیا نہ اپنی دنیاوی وجاہت ومنفعت کی پرواہ کی۔ چنانچہ جن دنوں مدینہ شریف میں مروان حاکم تھا اور اس کا رعب و اقتدار ہر شخص پر حاوی تھا۔ ابو ہریرہ رضہ کو ایک دفعہ اس کے دربار میں جانا پڑا دیکھا تو وہاں تصویریں آویزاں ہیں۔ ان کو دیکھتے ہی حضرت ابو ہریرہ رضہ نے مروان کے روبرو فرمایا میں نے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ ارشاد باری ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے۔ جو میری مخلوق کی طرح مخلوق بناتا ہے۔ اگر کسی کو دعویٰ تخلیق کا ہو۔ تو ایک دانہ جو کا پیدا کر کے دکھا دیوے۔ اسی مروان کے زمانہ حکومت میں چک (ہنڈی) کا رواج ہو چلا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضہ کو معلوم ہوا تو مروان کے سامنے جا کر فرمایا۔ تم نے تو سود حلال کر دیا ہے۔ مروان نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا کہ تم نے ہنڈی کو رائج نہیں کیا۔ حالانکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء خوردنی کو بیع کی نسبت اس وقت تک ممانعت فرما دی ہے جب تک کہ اس کو بائع ناپ نہ لے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضہ کے اس اظہار حقیقت پر ہی مروان نے ہنڈی کا یہ طریقہ منسوخ کر دیا۔

ظالم حجاج جس کی سنگدلی اور ظلم وستم کے ذکر سے تاریخ کے سینکڑوں صفحات سیاہ ہیں ایک روز مسجد میں تقریر کر رہا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ بھی موجود تھے نماز کا وقت ہو رہا تھا۔ حجاج نے اس وقت بھی اپنی تقریر بند نہ کی تو حضرت عبداللہ بن عمر رضہ نے اظہار صداقت سے مجبور ہو کر حجاج کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے شخص نماز کا وقت آگیا ہے اب بیٹھ جا حتیٰ کہ تین بار انہی الفاظ کا اعادہ کیا لیکن حجاج اس قدر خود سر تھا۔ کہ اس نے کچھ پرواہ نہ کی بلکہ اپنی تقریر کو جاری رکھا۔ آخر

چوتھی بار حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ نے تمام سامعین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے فرزندانِ اسلام! اگر میں اس مجمع سے کھڑا ہو جاؤں تو کیا آپ لوگ بھی میرے ساتھ اٹھیں گے کہ تیار ہیں سب نے کہا ہم تیار ہیں چنانچہ آپ کے ساتھ سب لوگ بھی تیار ہو گئے تو آپ نے پھر ایک دفعہ حجاج سے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمہیں نماز کی ضرورت نہیں آخر حجاج نے نادم ہو کر اپنی تقریر ختم کر کے نماز ادا کی اور نماز کے بعد حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کو بلا کر پوچھا۔ آپ نے یہ جرأت کیوں کی؟ فرمایا۔ نماز ہم سب پر فرض ہے اس لئے جب نماز کا وقت آجایا کرے تو پہلے نماز پڑھ لیا کرو۔ حجاج اس وقت اگرچہ خاموش ہو گیا۔ لیکن ظالم نے اپنی اس ذلت کا بدلہ دیئے بغیر نہ چھوڑا۔ چنانچہ ایام حج کی بھیڑ بھاڑ میں ظالم حجاج کے مقرر کردہ ایک شخص نے زہر آلود تیر سے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کا پاؤں مبارک زخمی کر دیا۔ آخر اس زہر آلودہ زخم کی وجہ سے آپ جانبر نہ ہو سکے۔ کاش! موجودہ اہل اسلام بھی اظہار صداقت کے یہ عبرت خیز واقعات سامنے رکھیں اور سچائی کی عادت اختیار کریں باقی آئندہ

والسلام

حمد باری تعالےٰ

اے خدا اے خالق موت و حیات — اے خدا اے مالک کل کائنات

شکر تیرا ہو سکے کس سے ادا — ہو بیاں کس سے تیری حمد و ثنا!

تیری قدرت کیا بیاں ہو اے قدیر — ہو گیا کُن سے عدم صورت پذیر

ہے محیطِ کل ترا علم اے علیم — علم کو خلق کا تیرا قدیم!

تو وہ زندہ ہے نہیں جس کو فنا — ماسوا تیرے ہیں سب موت آشنا

نعمتیں اتنی تری ہیں بے شمار — کوئی کر سکتا نہیں ان کو شمار

فضل تیرا صاحب فضل عظیم — لطف تیرا صاحب لطف عمیم!

متقی کر دے بڑے بدکار کو — شاہ کر دے مفلس نادار کو

مفلس و نادار ہے طالب شہا
اک نظر ہو جائے بہر مصطفےٰ

راقم: فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ کنجاہی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبلیغی نظم!

ازجناب فقیر محمد اللہ دتا طالب عفی اللہ عنہ (کنجاہ)

مان خدا کے سب فرمان ؁ تاکہ ہو مشکل آسان

نافرمانی کا یہ حال مشرکوں والے سب اعمال کیسا ہے تیرا ایمان

پاکستان میں دین اسلام تیرے عمل سے ہے ناکام حیف تیری یہ خوش گذران

آج ہوا وہ تیرا حال جو نہ لائق قیل و قال قہر خدا کے ہیں سامان

کون ہے تو کر یاد میاں فاتح سندھ تھا کون جواں موت سے ڈرنا نہ تیری شان

قیصر و کسریٰ تیرا نام سن کر لرزہ ہر اندام لوہا گئے سب تیرا مان

طارق نے اندلس میں جا رایت اسلام کا لہرایا کیسے وہ تھے مرد میدان

تاب نہ لایا ہندوستان غزنی سے جب آیا سلطاں آج ہوا تو کیوں حیران

کثرت سے نہ ڈرتا تھا! نام خدا پہ مرتا تھا فتح تری تھی ہر میدان

دن بھر روزہ رکھتا تھا رات نمازیں پڑھتا تھا خوف خدا دل میں ہر آن

عابد زاہد غازی مرد مسلم مسلم کا ہمدرد کرتے توکّل پر گزران

تجھ میں اور ان میں یہ فرق دنیا میں تو وہ دین میں غرق تو محکوم وہ حکمران

توبہ کر کر نیک عمل قہر خدا جائے گا ٹل بچ جائینگے مال اور جان

مسلم خفتہ کر کچھ ہوش چاروں طرف ہے جوش و خروش

طالب تیرا پاکستان

ماہ رمضان اور روزہ

مولانا مولوی غلام رسول صاحب صدر مدرس مدرسہ عالیہ نقشبندیہ قصور

ماہ رمضان المبارک کے مقدس اور پاک مہینے میں اقلیم رسالت اور کشور نبوت کے سب سے بڑے تاجدار حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت اور دستور ہدایت قرآن حکیم کا نزول ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا کے اندر انسانی آبادی سے کوسوں دور کئی روز بھوکے پیاسے رہ کر راتوں جاگ جاگ کر مشغول عبادت رہتے۔ اور بنی نوع انسان کو اس کی گمراہی اور باطل پرستی۔ سرکشی سے نکالنے کے لئے سر بسجود تھے پس رمضان شریف ان واقعات اور نزول قرآن کی ایک عظیم یادگار ہے

پارہ دوم سورۃ البقر میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْآنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ یُرِیْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰی مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔

ترجمہ:۔ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید کا نزول ہوا۔ ہدایت کرنے والے لوگوں کیلئے اور دلیلیں روشن زدہ یا نیکی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی پس تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو حاصل کرے وہ روزہ رکھے۔ اور جو مریض ہو یا مسافر ہو۔ تو وہ ان کے بدلے دوسرے دنوں میں پھر روزہ رکھے۔ تاکہ قضا پوری ہو جائے۔ خدا نے تمہارے لئے آسانی پیدا کر دی ہے تاکہ تم روزے کی تعداد پوری کر سکو۔ اور روزے اس لئے فرض ہوئے کہ تم اس عطائے ہدایت پر خدا کی بڑائی کا اظہار کرو۔ اور شکر و احسان بجا لاؤ۔

دنیا میں ہر ایک قوم کا دستور چلا آیا ہے۔ کہ جس دن ان پر کوئی نعمت نازل ہوئی ہو۔ اس کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ہر سال خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ مثلاً قوم یہود ہر سال ایام عاشورا میں روزہ رکھتے ہیں۔ کیونکہ اسی دن فرعون غرق ہوا تھا۔ اور بنی اسرائیل نے نجات حاصل کی تھی۔ بعینہٖ مسلمان بھی قرآن مجید کو نعمت غیر مترقبہ جانتے ہیں۔ اس کے احترام میں ماہ رمضان المبارک میں تلاوت کلام اللہ کثرت سے کرتے ہیں۔ دن کو روزہ رکھتے ہیں۔

روزہ ایک ایسی چیز ہے جس کی پابندی تمام امتوں میں لازم قرار دی گئی ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے "تم پر روزہ ایسا فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض تھا" اولیں زمانہ میں اوقات روزہ میں بڑا اختلاف تھا۔ ہر امت کیلئے علیحدہ علیحدہ اوقات تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض قرار دیا گیا تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام [illegible] روزہ دار تھے۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اسی طرح یہود نصاریٰ وغیرہ اقوام کے علیحدہ علیحدہ ایام روزہ مقرر تھے۔

روزہ میں اس امر کا خاص التزام کیا گیا ہے۔ کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانا۔ پینا ترک کر دیا جائے۔ عورت مرد آپس میں نہ ملنے پائے۔ اگر اصول متذکرہ بالا پر پابند نہ رہا گیا۔ تو وہ روزہ بے کار ہے۔ روزہ میں نہ صرف مفاسد سے احتراز کرنا ضروری ہے بلکہ روزہ رکھنے کے واسطے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جھوٹ اور غیبت اور چغلی بھی نہ کرے۔ تاکہ روزہ اپنے کمال تک رسائی کرے۔ [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ روزہ دار گندی اور بیہودہ بات نہ کرے۔ اور نہ چلائے۔ اور اگر کوئی اس کو گالی دے

تو اس کے جواب میں گالی دینے کی بجائے صرف اتنا ہی کہہ کہ میں روزے سے ہوں۔ اور ... کی روزے میں ان لغویات سے اجتناب نہیں کرتے۔ تو اس کو روزے سے بھوک اور ... کے سوا کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی۔ اسی واسطے ... نے کہا ہے۔ اور خواص کا روزہ یہ ہے۔ کہ اپنے اعضا کو ہر قسم کے گناہ سے روکے۔ اور اخص الخواص کا روزہ یہ ہے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے اسکو ترک کر دے۔

روزہ کی حالت میں نیک عمل کرنیکی بہت تاکید کی گئی ہے۔ رات کو قیام کرنا۔ سارے مہینہ میں کم از کم نماز تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا۔ قرآن کی کثرت سے تلاوت کرنی۔ بھوکوں ننگوں کی خبر گیری کرنی۔ صدقہ خیرات زیادہ کرنا۔ شب بیداری سے آخیر رمضان تک لیلۃ القدر کو تلاش کرنا۔ آخیر عشرہ میں عبادت کی نیت سے جماعت والی مسجد میں خاص شرائط سے اعتکاف کرنا۔ روزے کا مقصد بھی یہی ہے کہ انسان ... معافی اور گناہ سے ... ہو کر اطاعت و عبادت کی طرف متوجہ ہو اور خیر و نیکی کا اکتساب کرکے متقی بنے اور متقین کے زمرہ میں شمار ہونے لگے:

رمضان کے فضائل

اس مہینہ میں ... کوئی نیک کام کرنا دوسرے مہینے میں ایک فرض کام کرنے کے اور فرض کا ادا کرنا دوسرے مہینے میں ستر فرضوں کے برابر ہے۔ رمضان شریف کا پہلا حصہ رحمت اور درمیانی مغفرت اور پچھلا عتق من النار ہے۔ اس مہینہ میں پکارا جاتا ہے یا باغی الخیر اقبل یا باغی الشر اقصر اے طالب خیر متوجہ ہو۔ اور اے طالب شر باز آ۔ روزے دار کی منہ کی بو اللہ کو کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسند ہے۔ ہر عمل کی خبر دس گنا سے سات سو گنا تک ہے۔ مگر روزہ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ میرے واسطے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ جنت کے ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ جس سے سوائے روزے داروں کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا:

لیلۃ القدر

رمضان کے مہینہ میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینہ سے بھی بہتر ہے۔ اکثر علماء نے کہا ہے کہ وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ اس رات کو تبارک و تعالیٰ نے لوح محفوظ سے قرآن پاک کو پہلے آسمان پر نازل فرمایا۔ اور بیت ... میں رکھا۔ اس رات میں رحمت کے ملائکہ اور روح الامین زمین پر اترتے ہیں۔ اور ہر مومن کو اگر وہ ماں باپ کا نافرمان۔ شراب پینے کا عادی۔ اور حاسد۔ کینہ ور۔ قاطع رحم نہیں ہے۔ تو سلام کہتے ہیں۔ اور جس گھر میں ... اور تصویر نہ ہو۔ داخل ہوتے ہیں۔ اس رات کو جاگنا اور عبادت کرنی۔ درود شریف اور قرآن پڑھنا۔ نوافل کا ادا کرنا۔ صدقہ خیرات کرنا۔ توبہ استغفار کرنی۔ سنت ہے۔ رمضان کے بعد عید الفطر کے دن، عید گاہ کی طرف جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کریں۔ جسکی مقدار پونے دو سیر گیہوں، یا اسکی قیمت ہے۔ صدقہ فطر اپنی یا اپنی چھوٹی اولاد کی طرف سے ادا کریں۔ اس کا ... صبح صادق کے طلوع سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے فوت ہوگیا۔ تو اس کا صدقہ فطر نہیں ادا کیا جائے گا۔ اور اگر اس سے پہلے یا اس وقت پیدا ہوا ہو تو اس کا بھی صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے۔ عید کے دن صبح سویرے اٹھنا اور کوئی میسر چیز کھانی اگر کھجور ہو تو بہتر ہے۔ اجلا لباس پہننا۔ غسل کرنا۔ آنکھوں میں سرمہ ڈالنا۔ بالوں کو تیل لگانا۔ کنگی کرنی۔ خوشبو لگانا سنت ہے۔

نعت شریف

از جناب محمد کرم الٰہی جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ

سیّد عالم محمّد مصطفےٰ
آں امام الاصفیا و انبیاء

اوّل و آخر محمّد مصطفےٰ
باطن و ظاہر محمّد مصطفےٰ

رہنمائے اولین و آخریں
نور احمدؐ نور رب العالمیں

عالم علم لدُنّی از ازل
ذات پاک آں شہ خیر الرسل

روز محشر جز نبی دوسرا
عاجز و خامش ہمہ پیش خدا

ہاں شفیع مجرماں روزِ جزا
نیست کس جز ذات احمدؐ مصطفےٰ

ذات پاکش وارو ہر دردو غم
نام نامی دافعٔ رنج و الم

ماہ شد دو نیم از انگشت او
ہر انور تابع فرمان او

شاہد ایمان عالم روز حشر
نے کسے جز سیّد خیر البشر

شان شان اعلیٰ ز چرخِ ہفتمین
بلکہ ارفع است از عرش بریں

سائر عرش بریں است مصطفےٰ
بل ز عرش افضل مقام مصطفےٰ

مامن و ملجائے ماماوائے کل
سیّد پیغمبراں ختم الرسل

ذات پاکش رحمۃً للعالمین
روز محشر او شفیع المذنبیں

دین احمد ناسخ ادیان کل
اوست خاتم انبیاء ختم الرسل

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

از تصنیفات عالیجناب حضرت مولانا و بالفضل اولٰی مولانا مولوی محمد عبد المجید خاں صاحب مدظلہٗ قصوری خلیفہ مجاز اعلیحضرت سرکار علی پوری دامت برکاتہٗ

سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۔

دوران حاضرہ میں فرقہ ہائے ضالہ نے تو دنیائے اسلام میں طوفان بے تمیزی مچا ہی رکھا تھا۔ ایک گروہ نام نہاد مسلمانوں کا ایسا بھی پیدا ہو گیا ہے۔ جو الحاد کو بزعم خود توحید اور ظلمت کو نئی روشنی سمجھتا ہے۔ آزادی کے دلدادہ شتر بے مہار ایک طرف کھلے الفاظ میں احکام شریعت کا استہزا کرتے تمسخر و مضحکہ اڑاتے ہیں۔ اور دوسری طرف شریعت کے نام سے ارباب باطن پر طعن کرتے اور روایات طریقت کا انکار کرتے ہیں۔ ایسے کور باطن شقی القلب لوگوں کو اللہ تعالٰے ہی اپنے فضل سے ہدایت نصیب کرے۔ مگر سادہ لوح عام مسلمان ان کی صحبت اور پھکڑ بازی سے بدعقیدہ ہو کر برباد ہو رہے ہیں۔ اور مشائخ عظام اور اولیائے کرام کے احوال سے نابلد ہیں۔ اس لئے ان کے ظاہری اقوال کو بخیال ناقص خود خلاف شریعت سمجھ کر بدظنی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ مختصر مضمون ایسے مسلمان بھائیوں کے لئے ہی لکھا جاتا ہے۔ تاکہ وہ سمجھ جائیں اور پختہ یقین رکھیں کہ خاصان خدا خلاف رضائے مولا کوئی کام نہیں کرتے۔ بظاہر کوئی قول و فعل ان کا خلاف شریعت تمکو نظر آئے تو فی الفور سوء ظنی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ اپنی سمجھ کا قصور تصور کر کے مولا پاک سے اسکی حقیقت تک پہنچنے کی توفیق طلب کرنی چاہیئے۔ یاد رکھئے ؎

کفر گیرد کاملے ملت شود ٭ ہر چہ گیرد علتی علت شود

جب کسی بیمار کی اخلاط فاسدہ غلبہ پا جاتی ہے۔ تو وہ خواہ کتنی ہی مقوی و مرغن غذا کھائے اسکی خلط فاسدہ میں ہی اضافہ ہوتا ہے۔ اور مرض بڑھتا ہے۔ اور مرد کامل تیرے نزدیک جو کفر کا کام ہے۔ ایسا فعل بھی کر لیوے تو دین و ملت ہو جاتا ہے۔ یہ بحث اسی موضوع کی تشریح و توضیح کیلئے ترتیب دیا گیا ہے۔ عارف رومی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

کہ اے مخاطب پاکوں کے حال کو اپنے حال کے مطابق نہ سمجھ۔ اگرچہ شیر اور شیر دونوں لفظ لکھنے میں یکساں ہیں۔ مگر پہلا لفظ تو ایک خونخوار درندہ کا نام ہے جس کی صورت سے انسان کا زہرہ پانی پانی ہو جاتا ہے اور دوسرے لفظ کے معنی پر لطف غذا دودھ کے ہیں جس کو شیر خوار بچہ بھی بآسانی غٹ غٹ پی جاتا ہے۔ پس صورت ظاہری پر نظر نہ رکھ۔ اب ہم سب سے پہلے قرآن کریم سے ہی وہ حقیقت بے نقاب کرتے ہیں۔ کہ جس سے کفر گیرد کاملے ملت شود کی صداقت ظاہر ہو جاوے۔ پارہ ۱۵ سورہ کہف میں اللہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً

مِنْ عِبَادِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

پھر موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے حضرت خضر علیہ السلام کو پایا جس کو دی تھی ہم نے اپنے پاس سے رحمت اور اس کو سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم ۔ اس آیت مبارک سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات کی طرف اشارہ ہے ۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام صاحب کتاب و شریعت ہیں ۔ اور یہاں خضر علیہ السلام کی نسبت ارشاد ہوتا ہے ۔ کہ ہم نے ان کو علم لدنی سے بہرہ ور فرمایا ہے ۔ جب ہر دو حضرات صاحب شریعت اور اہل طریقت ملتے ہیں ۔ تو موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں ۔

قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ کیا میں آپ کے ساتھ رہوں تاکہ آپ مجھ کو رشد ہدایت کی تعلیم دیں ۔ جیسا کہ آپ سکھلائے گئے ہیں ۔ تو اس پر خضر علیہ السلام اس رسول اولو العزم کو فرماتے ہیں قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ کہ آپ میرے ساتھ نہیں ٹھہر سکتے ۔

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ اور کس طرح صبر کر سکے ایک چیز کو دیکھ کر جس کی سمجھ تیرے قابو سے باہر ہے ۔ اس مکالمہ اور تنبیہ کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پختہ وعدہ کیا ۔ کہ میں انشاء اللہ صبر کرونگا ۔ اور حکم عدولی نہ کرونگا ۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر آپ میرے ساتھ رہتے ہیں تو آپ مجھ سے کسی شے کی نسبت سوال نہ کرنا ۔ جب تک کہ میں خود ہی اس کی بابت کوئی ذکر نہ کروں ۔

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا رَكِبَا فِى السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْــًٔا اِمْرًا ۝ پس دونوں چلے یہاں تک کہ جب کشتی میں چڑھے تو (خضر علیہ السلام نے عصا مار کر) اس کو پھاڑ ڈالا ۔ یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بولے کہ آپ نے اس کو پھاڑ دیا ۔ کہ ڈبو دے ۔ اس کے آدمیوں کو آپ نے تو یہ انوکھی بات کی ۔ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝ خضر علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ کیا میں نے نہ کہا تھا ۔ کہ تم میرے ساتھ نہ ٹھیر سکو گے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا وعدہ یاد آگیا معافی مانگی ۔ فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْــًٔا نُّكْرًا ۝ پس دونوں چلے یہانتک کہ ملے ایک لڑکے سے (خضر علیہ السلام نے اپنے عصا سے) اس کو مار ڈالا ۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے ایک پاکیزہ جان کو بدوں کسی قصاص کے ہلاک کر دیا ۔ آپ نے ایک نامعقول بات کی ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو ایک برگزیدہ اولو العزم رسول ہیں ۔ باقتضائے بشریت ان سے بھی صبر نہ ہو سکا اور باوجود تنبیہہ اور تاکید کے ایک فعل ناروا دیکھ کر اعتراض کر بیٹھے ۔ عام انسان اس طرح کی لغزش میں مبتلا کیوں نہ ہو جائیں ۔ اسی مضمون کو عارف رومی حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

چوں گرفتی پیر ہن تسلیم شو ؛ ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو !

جب تو نے کسی کو اپنا مرشد بنا لیا ۔ تو اس کے آگے سراپا تسلیم و رضا بن جا یعنی ارشاد کو دل و جان سے قبول کر ۔

اور اس کے حکم پہ اس طرح چل جیسے حضرت موسٰے علیہ السلام جناب خواجہ خضر علیہ السلام کے حکم پر چلے سے

صبر کن بر کار خضر بے نفاق ! ❊ تا نگوید خضر رو ہذا فراق !

تجھے خضر بے نفاق یعنی صادق دل مرشد کامل جس چیز کا حکم دے خواہ وہ کیسا ہی خلاف شرع نظر آئے تو اُسے فوراً خوشدلی سے بجالا اور اس کے احکام کی بجا آوری پر صبر کر ورنہ مرشد ھذا فراق بینی و بینک کہہ کر تجھے اپنی صحبت سے دُور کر دیگا۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسٰی علیہ السلام کو اپنی مصاحبت سے جُدا کر دیا تھا سے

گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن ❊ گرچہ طفلے را کشد تو مُو مکن

اگر وہ کشتی کو توڑ دے تو تُو دم نہ مار۔ اور اگر وہ کسی بچے کو مار ڈالے تو تُو اپنے بال نہ اکھاڑ اور اسکی کُنہ معلوم کرنے میں موشگافی نہ کر۔ اگر کوئی ایسا فعل کرے جو ظاہر طور پر تیرے نزدیک خلاف شرع ہو۔ تو اس پر اعتراض نہ کر سے

دست او را حق چو دستِ خویش خواند ❊ تا ید اللہ فوق ایدیہم براند

یعنی اللہ تعالٰے نے چونکہ عارف اکمل کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ کہا ہے۔ اور پارہ ۲۶ سورہ فتح ع ایک میں ید اللہ فوق ایدیھم فرمایا ہے۔ اس لئے جو فعل اس کے ہاتھ سے صادر ہوگا۔ وہ گویا فعل الٰہی ہے۔ یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ یعنی اے ہمارے حبیب جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ لوگ تجھ سے ہی نہیں۔ بلکہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے چونکہ بیعت کرتے وقت مرشد کا ہاتھ مرید کے ہاتھ کے اوپر ہوتا ہے۔ اس لئے اوپر والا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا جس کو اللہ تعالٰے نے اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔ یہ آیت بیعت الرضوان کے ہاتھ ہے۔ جو حدیبیہ میں واقع ہوئی تھی۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک درخت کیکر کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کرام سے بیعت لی تھی۔ اور چونکہ سلسلہ بیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جاری ہُوا۔ اس لئے ہر مرشد کامل نائب رسول کے ہاتھ کو اگر ید اللہ کہا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں سے

دستِ پیر از غائباں کوتاہ نیست ❊ دستِ او جز قبضہ اللہ نیست

پیر و مرشد کا ہاتھ غائبوں سے کوتاہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ حاضر و غائب سب پر تصرف رکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ گویا خدا کا ہاتھ ہے۔ یعنی وُہ خدا کے حکم سے مخلوق پر تصرف رہتا ہے۔

اب ہم قرآن کریم کے اصل قصے کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ موسٰی علیہ السلام نے لڑکے کے قتل بے قصاص کو خلاف شرع سمجھ کر نامعقول فعل کہدیا۔ قال الم اقل لک انک لن تستطیع معی صبرا ط تو خضر علیہ السلام نے یاد دلایا کہ اے موسٰی کیا میں نے نہیں کہا تھا۔ کہ آپ میرے ساتھ نہ ٹھیر سکینگے۔ قال ان سالتک عن شیئ بعدھا فلا تصٰحبنی قد بلغت من لدنی عذرا ط تو موسٰی علیہ السلام نے کہا کہ اگر اس کے بعد میں آپ سے کچھ دریافت کروں تو پھر آپ مجھ کو ساتھ نہ رکھنا اتمام حجت ہو چکی فانطلقا حتٰی اذا اتیا اھل قریۃ ن استطعما اھلھا فابوا ان یضیفوھما فوجدا فیھا جدارا یرید ان ینقض فاقامہ ط قال لو شئت لتخذت علیہ اجرا ط پس دونو چلے یہاں تک

کہ ایک گاؤں کے لوگوں تک پہنچے۔ وہاں کے لوگوں سے کھانا چاہا۔ مگر انہوں نے ان کو مہمان رکھنا منظور نہ کیا۔ پھر ایک دیوار گرا چاہتی تھی۔ اس کو کھڑا کر دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر مزدوری لے سکتے تھے۔ جب اس گاؤں کے لوگوں نے آپ کی مہمانداری نہ کی تو ان کی دیوار مفت بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ قال ھذا فراق بینی و بینک انبئک۔ اس سیر استفسار پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی ہے۔ اور میں آپکو سمجھاتا ہوں۔ تاویل حقیقت ان باتوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے اوّل معاملہ کشتی کا لیجئے۔ وہ کشتی کچھ محتاجوں کی تھی۔ جو دریا میں محنت کرتے تھے۔ میں نے کشتی میں عصا مار کر اس کو شکستہ اس لئے کر دیا کہ وہاں کا بادشاہ بیگار میں کشتیاں پکڑتا تھا۔ اس کو ناکارہ سمجھ کر چھوڑ دیگا۔ اور متمول و صاحب ثروت لوگوں کی صحیح سالم کشتیاں بیگار میں پکڑ لے گا۔ ان کی عدم موجودگی میں یہ محتاج اور فرومایہ ملاح اپنی شکستہ کشتی کی خفیف مرمت کر کے مزدوری کرتے رہیں گے۔ اور ان کا گذارہ چلتا رہیگا اور کچھ سرمایہ بھی فراہم کر لینگے۔ فی الحقیقت وہ ضرر رسانی نہیں ہے۔ بلکہ ان کی اعانت ہے۔ دوسری بات قتل طفل شیرخوارہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ اس لڑکے کے ماں باپ مومن صالح ہیں۔ ہم ڈرے کہ وہ بچہ بڑا ہو کر اپنے کفر و نفاق سے اپنے والدین کو صدمہ پہنچائیگا۔ اسلئے اس کو بایمائے مشیت الٰہی قتل کر دیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو اس سے اچھا صالح اور محبت والا بچہ مرحمت فرمائیگا۔ تیسرا قصہ دیوار کا ہے۔ وہ دیوار دو یتیم بچوں کی ہے۔ اور اس دیوار کے نیچے خزانہ گڑا ہوا ہے اور یتیموں کا باپ مرد صالح تھا۔ پس چاہا تیرے رب نے کہ وہ بالغ ہو کر اپنے باپ کا دفینہ حاصل کر لیں۔ اور تا سن بلوغت تعمیر دیوار سے خزانہ محفوظ رہ سکے۔

وما فعلتہ من امری اور یہ سب کام میں نے اپنے حکم سے نہیں کئے ہیں۔ یہ تاویل ہی ان امور کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔ اس سچے قصے سے جو سراپا ہدایت اور تعلیم خداوندی ہے۔ صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ مردانِ خدا کے افعال پر نکتہ چینی جائز نہیں۔ ان کے کام خواہ ظاہر طور پر کتنے ہی خلاف شرع نظر آئیں۔ مگر فی الحقیقت وہ احیائے ملت کی غرض سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ اور ان کے اقوال فرمان خداوندی ہیں۔ اگرچہ ایک بندے کی زبان سے نکلتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ٭ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اس نص قطعی کے بعد کسی حجت اور دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مگر تائید مزید کے لئے اسی موضوع پر ہم اکابر اولیاء اللہ کے حالات پیش کرتے ہیں۔

لسان الغیب حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمتہ اللہ علیہ کا دیوان مشہور ہر خاص و عام اور اس کے معارف حقائق کی دنیائے اسلام قائل ہے۔ دیوان موصوف کی پہلی غزل کا دوسرا شعر ہے ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

سلسلہ نقشبندیہ کی فضیلت

از جناب مولانا الحاج حامد حسن صاحب قادری ایم۔ اے پروفیسر آگرہ

نقشبندیہ چہ عجب قافلہ سالار انند
کہ برند از رہِ پنہاں مجرم قافلہ را

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف بحرِ ذخار کی کیفیت رکھتے ہیں۔ جس کے اندر شریعت و طریقت، حقیقت و معرفت، علوم و معارف کے ہزارہا گوہر آبدار موجود ہیں۔ ضرورت ہے کہ ہر قسم کے موتیوں کو نکال کر الگ الگ پرو دیا جائے اور ان سے **وحدت** کی تسبیح۔ **سنت** کا ہار۔ **عرفان** کا طرّہ۔ **اخلاق و علوم** کی جمال تیار ہو۔ لیکن اس کار عظیم کے لئے بڑے غواصوں اور صناعوں کی ہمت و محنت درکار ہے۔ تاہم اس قول کے مطابق کہ اگر کل کا درک نہ ہو سکے۔ تو بالکل ترک بھی نہ کر دیا جائے۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ حضرت مجدد صاحب قدس سرہ العزیز نے اپنے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے متعلق جو ارشادات فرمائے ہیں۔ ان میں سے آسان اور ضروری و عام فہم باتوں کا خلاصہ مختلف مکتوبات شریف سے پیش کر دوں۔

(۱) حضرت مجدد صاحب قدس سرہ نے مکتوب بست و یکم شیخ محمد مکی ولد موسیٰ حاجی قادری لاہوری کو عربی زبان میں تحریر فرمایا ہے۔ اس میں ارشاد فرماتے ہیں۔

ولایت کے مختلف درجے ہیں۔ جو ایک دوسرے پر فوق رکھتے ہیں۔ ہر نبی کے قدم پر ایک ولایت ہے۔ جو اس نبی کے لئے خاص تھی۔ ان میں سب سے اعلیٰ و اقصٰے ولایت وہ ہے۔ جو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہے۔ اسلئے کہ وہ تجلّیٔ ذاتی جو اسماء و صفات و شیون و اعتبارات سے ہر لحاظ سے بالکل خالص ہو۔ وہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس مقام میں تمام حجابات وجودی و اعتباری اٹھ جاتے ہیں۔ اور بے پردہ وصل حاصل ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی طور پر وحدت ثابت ہو جاتا ہے۔ جس میں حق کو دخل نہیں ہوتا۔ اور جو حضرت حضور پر نور علیہ السلام کے اتباع میں کمال رکھتے ہیں۔ ان کو اس مقام سے نصیب کامل اور حظ وافر حاصل ہوتا ہے۔

اس لئے اگر تم اس ولایت اعلےٰ کی تحصیل اور اس درجہ عالی کی تکمیل کی طرف متوجہ ہو تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا اتباع اختیار کرو۔

یہ تجلّی ذاتی اکثر مشائخ عظام رحمۃ اللہ کو صرف برق کے مانند حاصل ہوتی ہے۔ یعنی **ذات** سے تمام حجابات کا اٹھ جانا صرف تھوڑی دیر کے لئے بجلی کی طرح ہوتا ہے۔ اک ذرا آن واحد کے لئے جلوہ ذات نظر آیا۔ اور پھر بدستور اسماء و صفات

کے پردے پڑ گئے اور انوار ذات پوشیدہ ہو گئے۔ چنانچہ دوسرے سلاسل کے مشائخ کو حضورِ ذاتی برق کی طرح ایک لمحہ کے لئے ہوتا ہے۔ اور غیبت ذاتی اکثر اکثر۔ لیکن سلسلہ نقشبندیہ کے اکابر مشائخ قدس اللہ اسرارہم کو ہمیشہ حضور ذاتی رہتا ہے۔ ان کے نزدیک ایسے حضور کا کوئی اعتبار نہیں جو زائل ہو جائے اور غیبت سے بدل جائے اس لئے ان اکابر کا کمال تمام کمالات سے بالاتر ہے۔ اور ان کی نسبت تمام نسبتوں سے برتر۔ جیسا کہ ان بزرگوں نے خود فرمایا ہے:۔ ان نسبتنا فوق جمیع النسب (ہماری نسبت جمیع نسبتوں پر فوق رکھتی ہے۔) اور نسبت سے مراد حضور ذاتی دائمی ہے۔

اور اس سے عجیب بات یہ ہے۔ کہ ان صاحب کمال بزرگوں کے طریقے میں نہایت بدایت میں مندرج و شامل ہوتی ہے۔ یعنی آغاز ہی میں انتہائی مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اس امر میں مشائخ نقشبندیہ صحابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پیرو ہیں۔ صحابۂ کرام کو حضور پر نور کی پہلی صحبت میں وہ مراتب حاصل ہو جاتے تھے۔ جو دوسروں کو انتہائی درجہ میں بھی حاصل نہ ہوں۔ اور یہ مرتبہ بدایت میں اندراج نہایت کے سبب سے تھا۔ لہذا جس طرح حضور والا کی ولایت تمام انبیاء و رسل کی ولایت پر برتری رکھتی ہے۔ اسی طرح اکابر مشائخ نقشبندیہ کی ولایت تمام اولیاء کرام کی ولایت سے بڑھ کر ہے۔ اور کیوں نہ ہو جبکہ ان کی ولایت حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) سے نسبت رکھتی ہے۔

البتہ بعض دوسرے مشائخ کاملین کو یہ نسبت حاصل ہوئی ہے۔ لیکن وہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہی نسبت حاصل کرنے سے ملی ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ ابو سعید ابو الخیر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۴۴۰ھ) نے اس بات کی خبر دی ہے۔ اور بہ قول صاحب "نفحات الانس" (یعنی مولانا جامی) شیخ ابو سعید کو حضرت صدیق اکبر کا جبہ پہنچا ہے۔

اس طریقہ علیہ نقشبندیہ کے بعض کمالات کے اظہار سے یہ غرض ہے کہ طلاب کو اس طریقہ کی ترغیب ہو ورنہ یہیں کہاں اور ان کمالات کی شرح کہاں:۔ مولوی رومیؒ مثنوی میں فرماتے ہیں:

شرح او حیف ست با اہل جہاں ٭ ہمچو راز عشق باید در نہاں

لیک گفتم وصف او تا رہ برند ٭ پیش ازاں کز فوت آں حسرت برند

(یعنی اہل جہاں کے سامنے اس کی شرح نہ کرنی چاہیئے۔ اس کو راز عشق کی طرح مخفی رکھنا چاہیئے۔ لیکن میں نے اس لئے بیان کر دیا کہ لوگ ہدایت پائیں۔ قبل اس کے کہ اس کے فوت ہونے سے حسرت اٹھائیں)

(۲) مکتوب ۵۸ اور ۶۶ اور بعض دوسرے مکتوبات میں تقریباً یکساں مضمون ہے۔ میں مکتوب ۶۶ سے ترجمہ کرتا ہوں۔ خان اعظم کو طریقہ نقشبندیہ کی مدح میں تحریر فرماتے ہیں۔

طریق حضرت خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی بنیاد اس پر ہے۔ کہ بدایت میں نہایت درج ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبندیہ قدس سرہ کا ارشاد ہے۔ کہ ہم ابتدا میں انتہا کو شامل کر دیتے ہیں۔ اور یہ طریقہ بعینہ طریق اصحاب کرام ہے اس لئے کہ ان بزرگوں کو آنحضور علیہ و علیہم الصلوات والتسلیمات کی اول صحبت میں وہ مرتبہ میسر ہو جاتا تھا جس کا ایک

شمۂ اولیا، امت کو نہایت النہایت (انتہائی انتہا) میں حاصل ہوتا ہے۔ اسی بنا پر وحشی قاتل حضرت حمزہ علیہ السلام جو اپنے آغاز اسلام میں ایک مرتبہ سید اولین و آخرین علیہ و علٰی آلہ الصلوات والتسلیمات کی محبت سے مشرف ہوا تھا۔ اویس قرنی سے جو خیر التابعین (صحابہ کے بعد والوں میں سب سے بہتر) ہیں۔ افضل ہے۔ جو کچھ وحشی کو حضور کی پہلی صحبت میں حاصل ہو گیا۔ وہ اویس قرنی کو باوجود خصوصیت انتہا میں بھی میسر نہ ہو۔ بلاشبہ بہترین زمانہ اصحاب کرام کا زمانہ ہے۔ (خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم، یعنی حضور پر نور کا ارشاد ہے۔ کہ بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے۔ یعنی اصحاب کا زمانہ، پھر وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں۔ یعنی تابعین۔ اس کے بعد وہ لوگ جو ان سے قریب ہیں یعنی تبع تابعین) ثم کے لفظ نے سب کے معاملے کو پیچھے ڈال دیا۔ اور درجہ کے بعد اور دوری کی طرف ارشاد کر دیا۔

کسی شخص نے عبد اللہ بن مبارک قدس سرہ سے سوال کیا کہ معاویہ اور عمر بن عبد العزیز میں کون افضل ہیں۔ انہوں نے جواب دیا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت و اتباع میں معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ غبار عمر بن عبد العزیز سے بدر جہا بہتر ہے۔

اس لئے لازم طور پر ان حضرت (نقشبندیہ) کا سلسلہ سلسلۃ الذھب (سونے کی زنجیر) ہوا۔ اور روشن ہو گیا۔ کہ اس طریقہ عالی کی برتری تمام دوسرے طریقوں پر ایسی ہی ہے۔ جیسے اصحاب کرام کے زمانے کا تفوق تمام زمانوں پر۔ جن بزرگوں کو آغاز ہی میں انجام کا مرتبہ بخش دیں۔ ان کے کمالات کی حقیقت کو سمجھنا دوسروں کے لئے ممکن نہیں۔ ان کی انتہا دوسروں کی انتہا سے بہت برتر ہوگی۔

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم (یہ اللہ کا فضل ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔) حضرت خواجہ نقشبند فرمایا کرتے تھے "ما فضلیا نیم" (ہم فضل والے ہیں)

(۳) مکتوب ۱۳۱ میں خواجہ محمد اشرف کابلی کو تحریر فرماتے ہیں۔ کہ طریقہ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالےٰ اسرارہم خدا کی تعریف پہنچانے والے تمام طریقوں میں سب سے قریب کا طریقہ ہے۔ اور دوسروں کی انتہا ان بزرگواروں کی ابتدا میں شامل ہے۔ اور ان کی نسبت تمام نسبتوں پر فوق رکھتی ہے۔ یہ سب فضیلت اس سبب سے ہے۔ کہ اس طریقے میں سنت کا التزام ہے۔ اور بدعت سے اجتناب۔ جہاں تک ممکن ہو رخصت پر عمل کرنا جائز نہیں رکھتے۔ اگرچہ بظاہر اس کو باطن کے حق میں مضرت رساں جانیں۔ ان حضرات نے وجد و حال کو احکام شرعیہ کا تابع کر دیا ہے۔ اور ذوق و معارف کو علوم شرعیہ کا خادم سمجھا ہے۔ اور شریعت کے جواہر نفیس کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے بدلے میں نہیں دیتے۔ اور صوفیوں کی فضول و لاحاصل باتوں پر فریفتہ نہیں ہوتے۔ اور فریب میں نہیں آتے۔ نص (ارشادات قرآنی) سے روگردانی نہیں کرتے۔ اور فتوحات مدینہ (احادیث شریف و اسوہ حسنہ) کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ (تصنیف شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ) کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان بزرگوں کا حال دوامی ہے۔ اور ان کا وقت استمراری (یعنی ہمیشہ قائم اور

یکساں رہتا ہے۔ تجلی ذاتی جو دوسروں کو مثل برق کے حاصل ہوتی ہے۔ ان بزرگواروں کو ہمیشہ حاصل رہتی ہے۔ وہ حضوری
جس کے بعد غیبت ہو۔ ان بزرگوں کے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن
ذِكْرِ اللهِ (ایسے لوگ جن کو تجارت اور بیع ذکر الٰہی سے غافل نہیں کرتی۔) لیکن ہر شخص کی عقل ان بزرگوں کے مذاق تک
نہیں پہنچتی۔ ممکن ہے کہ خود اس طریقہ کے بعض قاصر و ناقص لوگ ان اکابر مشائخ کے بعض کمالات سے انکار کر دیں۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن قصور
حاش لِلّٰہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را !

(اگر کوئی ناقص شخص اس طائفہ پر کوتاہی و قصور کا طعن کرے تو حاشا و کلا جو میں اس شکایت کو زبان پر لاؤں)
البتہ اس طریقۂ عالی کے بعض خلفائے متاخرین نے اس طریقے میں بھی کچھ بدعتیں پیدا کر لی ہیں۔ اور اکابر سلسلہ
کی اصل روش کو ترک کر دیا ہے۔ ان کے مریدین یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ انہوں نے ان نئی باتوں سے اس طریقے کی تکمیل
کر دی ہے۔ حاشا و کلا! كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ (بڑی بات ہے جو ان کے منہ سے نکلتی ہے۔ گویا
چھوٹا منہ بڑی بات!) نہیں بلکہ ان لوگوں نے اس طریقے کی تخریب و تضییع کی کوشش کی ہے۔ افسوس ہزار افسوس بعض
بدعتیں جو دوسرے سلسلوں میں مطلقاً موجود نہیں۔ اس طریقہ علیہ میں پیدا کر دی ہیں۔ اور نماز تہجد کو جماعت سے ادا کرتے
ہیں۔ اطراف و جوانب سے لوگ اس وقت پر نماز تہجد کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اور پوری جماعت کے ساتھ اس کو ادا
کرتے ہیں۔ یہ عمل مکروہ ہے۔ کراہت تحریمیہ کے ساتھ یعنی مکروہ تحریمی ہے۔ بعض فقہاء جنہوں نے تداعی (جماعت کے لئے
بلانا) کو شرط کراہت قرار دیا ہے۔ جماعت نفل کو اس قید کے ساتھ جائز کہا ہے۔ کہ وہ مسجد کے ایک گوشے میں ادا کی جائے۔
اور تین آدمیوں سے زیادہ کی جماعت کو بالاتفاق مکروہ قرار دیا ہے۔
اس کے علاوہ نماز تہجد کو اس طور پر تیرہ رکعت مانتے ہیں۔ کہ بارہ رکعت کھڑے ہو کر اور دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے ہیں
تاکہ (بیٹھ کر پڑھی ہوئی) ایک رکعت کے حکم میں ہو جائے۔ اور سب تیرہ رکعتیں ہو جائیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ہمارے
پیغمبر صاحب علیہ و علٰے آلہ الصلوات والتسلیمات نے کبھی تیرہ رکعت ادا فرمائی ہیں کبھی گیارہ کبھی نو کبھی سات۔
تو وتر کے ساتھ مل کر نماز تہجد نے طاق اور فرد کی شان پیدا کر دی ہے۔ یہ بات نہیں کہ دو رکعت قعود کو ایک رکعت
قیام کے برابر رکھا ہے۔ اس قسم کے علم و عمل کا منشا سنت مصطفویہ کا عدم اتباع ہے۔
تعجب ہے۔ کہ علماء کے شہروں میں جو ان مجتہدین کا وطن ہے۔ اس قسم کی بدعتوں نے رواج پا لیا ہے۔ حالانکہ ہم فقر لوگ
ان ہی کی برکات سے علوم اسلامیہ کا فیضان حاصل کرتے ہیں۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

(۴) مکتوب ۲۹۱ میں میر محمد نعمان کو تحریر فرماتے ہیں۔ (میر نعمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مجدد صاحب

کے پہلے اور بڑے خلیفہ ہیں۔ ان کا مزار شریف آگرہ میں مربع تعلاق ہے۔ ۱۸ صفر کو سالانہ عرس مبارک ہوتا ہے)

اس نعمت عظمیٰ کا شکر کس زبان سے ادا ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ نے ہم فقیروں کو اہل سنت وجماعت کے آثار وطریق کے بموجب اپنے عقاید کو صحیح ودرست کرنے کے بعد سلوک طریقہ نقشبندیہ کا شرف بخشا اور ہم کو اس سلسلہ بزرگ کا صاحب ارادت وصاحب نسبت بنایا۔ فقیر کے نزدیک اس راستے میں ایک قدم اٹھانا دوسرے طریقوں کے سات قدم سے بہتر ہے۔ وہ راہ جو اتباع ووراثت کے طور پر کمالات نبوت کی طرف کھولی جاتی ہے۔ وہ صرف اسی طریقہ عالیہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے طریقوں کی انتہا کمالات ولایت کی انتہا تک ہے۔ وہاں سے کمالات نبوت کی طرف راستہ دوسروں کے لئے کھلا ہوا نہیں ہے۔ یہی سبب ہے۔ کہ اس فقیر نے اپنی کتب ورسائل میں لکھا ہے۔ کہ ان بزرگواروں کا طریقہ اصحاب کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔ جس طرح اصحاب کرام نے وراثت کے طور پر کمالات نبوت سے حظ وافر پایا ہے۔ اسی طرح اس طریقے کے منتہی بھی ان کمالات سے بطریق تبعیت وپیروی نصیب کامل اور پورا حصہ پاتے ہیں۔ وہ مبتدی اور متوسط لوگ بھی جو اس طریقے کو پکڑے ہوئے ہیں۔ اور اس طریقے کے منتہیوں اور کاملوں کے ساتھ محبت کامل رکھتے ہیں بیشک امیدوار ہیں۔ دور افتادگان کیلئے المرءُ مع من اَحب (آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت رکھتا ہے) ایک بشارت ہے۔

اس طریقے میں خائب وخاسر (مایوس ومحروم) وہ شخص ہے۔ جو اس سلسلے میں داخل ہو۔ اور اس طریقے کے آداب کو ملحوظ نہ رکھے اور اس طریقے میں امور محدثہ (نئی باتیں) اختراع وایجاد کرے اور اپنے خواب اور واقعات پر اعتماد کرکے اس طریق کے خلاف قدم اٹھائے۔ اس صورت میں اس سلسلے کا کیا قصور۔ وہ اپنے منامات وواقعات کی پیروی کرتا ہے۔ کہ ترکستان کی طرف جا رہا ہے اور باختیار خود راہ کعبہ سے منحرف ہے۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی !! ÷ ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان ست

اس سلسلے میں ایک اور مکتوب شریف بھی قابل ترجمہ ہے۔ لیکن وہ نہایت طویل ہے۔ اس لئے اس کو مستقل مضمون کی صورت میں پھر کبھی پیش کروں گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

طالب پر قصور بدرگاہ رب غفور!

فقیر محمد اللہ دتا طالب عفی عنہ

نفی جو آ گئی غیر اللہ کی ! ÷ تو ثابت ہو گئی ہستی خدا کی
دکھا تو نے خود اپنا نام سبحان ÷ بیان کیا کر سکے کوئی تیری شان
الٰہی پاک اور بے عیب تو ہے ÷ میرا ظلم آشکارا چار سُو ہے
نہیں معبود ہے کوئی مگر تو ÷ بغاوت ہے مری مشہور ہر سُو
تو خالق مالک ورحمان میرا ÷ میں ہوں کمبخت نافرمان تیرا
مری گستاخیاں بو قلموں ہیں ÷ مری بے باکیاں حد سے فزوں ہیں
لیا کیا خاک تجھ کو مان میں نے ÷ نہ مانا ایک بھی فرمان میں نے
ستایا نفس امارہ نے مجھ کو ÷ بھلایا راستے سیدھے سے مجھ کو
مرا انجام یارب پر خطر ہے ÷ مرا ہر کام ہی زیر وزبر ہے
تو ہی پشت وپناہ ہے بے کسوں کا ÷ مداوا ہے تو ہی خستہ دلوں کا
تیری رحمت ہے ملجا آرزو کا ÷ سہارا رہ گیا لاتقنطو کا !
تیرا در چھوڑ کر جاؤں کہاں میں ÷ سوا تیرے کہاں پاؤں اماں میں
تو پاک ہے پاک محبوبوں کے صدقے ÷ مجھے بھی ہر طرف سے پاک کر دے
بچالے ہر طرح کے فکر وغم سے ÷ رہا کر دے مجھے رنج والم سے

ہے طالب بینوا تیرے حوالے
پناہ اپنی میں لے اپنا بنالے

ایک تبلیغی خط

عزیز بجفظلم ملک عبد الحمید صاحب زاد مجدکم فاحفظکم اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - طالب خیریت بخیریت ! محبت نامہ موصول ہو کر کشف حالات ہوا - الحمد للہ کہ آپ مع ہمراہیوں کے بخیریت منزل مقصود پر پہنچ گئے ہیں - ثمہ الحمد للہ ! حق سبحانہٗ و تعالے آپ کو مع ساتھیوں کے سلامتی ایمان و جان اور عزت و آبرو سے خوش و خرم رکھے - اور کامیاب و کامران کر کے بخیریت وطن لائے - اور ملک و ملّت کی خدمت توفیق بخشے - آمین ! آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو معلوم ہونا چاہیئے - کہ اگرچہ آپ لوگوں کو حکومت پاکستان نے ٹرینگ (تربیت) کے لئے وہاں بھیجا ہے - لیکن حقیقت میں آپ پاکستان اور اسلام کے نمائندے ہیں - کیونکہ آپ مسلمان ہیں - لہذا آپ کے ہر قول و فعل اور ہر نقل و حرکت سے اسلام کا نور اور اسلام کی شان آپ کے دیکھنے والوں کو نظر آنی چاہیئے - آپ کا ہر قدم اور ہر ادا صداقت اسلام کا مظاہرہ ہونا چاہیئے - امام الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ (فیشن رسولی صورتاً و سیرتاً آپ کا مشعل راہ ہونا چاہیئے - اور اس فیشن رسولی سے جس کو حق تعالے نے تمام دنیا کے سامنے بطور بہترین نمونہ اور محبوب ترین مثال کے پیش فرمایا ہے - سرمو بھی ادھر ادھر نہ ہونا چاہیئے - اس لئے کہ دونو جہاں سعادت اور سربلندی اس کی اتباع میں ہے - فاتبعونی یحببکم اللہ کی آیت مبارک تو متبعین (پیروی کرنے والوں) محبوبیت رب العلمین کے مقام کی خوشخبری سنا رہی ہے - اور اس سے آگے و یغفر لکم ذنوبکم (اور تمہارے گناہ تم کو بخش دے گا -) کا فرمان پاک سچے فرمانبرداروں اور اتباع کرنے والوں کو گذشتہ لغزشوں اور سرگشیوں کی معافی کا اعلان فرما کر سربلندی اور سارے جہاں پر غالب ہونے کی بشارت دے رہا ہے - اللّٰھم ربنا آمین - پاکستان اسلام کے نام پر دنیا میں قائم ہوا - اس لئے بھی آپ کو بہ حیثیت پاکستانی (مسلمان) ہونے کے انبیاء اعلیٰ کیریکٹر (چال چلن) وہاں پیش کرنا چاہیئے - جو صبغۃ اللہ (اللہ کے رنگ) سے رنگین ہو اور جس کے سامنے بناوٹی تہذیبیں اور جدید رنگ سب ماند پڑ جائیں - اور اسلام اور پاکستان کا اخلاقی رعب اپنے ملنے والوں کے دلوں پر قائم کر کے آئیں - آمین ! فقیر بفضلہ تعالے دعا سے غافل نہیں - اپنے وظائف عبادت پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہیں - انشاء اللہ تعالے ہر موقع اور ہر مقام پر نمایاں کامیابی نصیب ہوگی - آپ خدا کی زمین پر ہیں - اور زمین خدا آپ کے ساتھ ہے - اسی کے ہو کر رہیں - اسی پر کامل توکل و بھروسہ کریں - وہ ہر وقت اور ہر آن آپ کا حافظ و ناصر ہو - آمین - حاضرین مجلس و حال پرساں کی خدمت میں السلام علیکم -

(راقم فقیر محمد اللہ دتا عفا اللہ عنہ بقلم خود از کنجاہ گجرات پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خادم عمرالدین شیدا جماعتی از بیکانیر خریدار ۱۲۷

نہیں فرقت نصیبوں کا زمانہ سازگار اب بھی ! ÷ کہ محبوب خدا کا دیکھ لیں جا کر مزار اب بھی

مسلمان ہو مسلمانوں کا سیدھا راستہ سیکھو ÷ جو رسّی تھام لو مذہب کی ہو گا بیڑا پار اب بھی

نہ اترا زندگانی پر نہ دولت پر نہ طاقت پر ! ÷ نہ کچھ تھا اعتبار اس کا نہ کچھ ہے اعتبار اب بھی !

کرو توبہ گناہوں سے کرو اقرار اطاعت کا ! ÷ خدا قبول فرمائے گا یہ قول و قرار اب بھی

زمانہ ہے سنبھلنے کا یہ موقع ہے سنورنے کا ÷ غنیمت جان فرصت کو تجھے ہے اختیار اب بھی

مسلماں ہو کے کیوں گرتا ہے معیار مسلمان سے ÷ کہاں تک یہ زبوں حالی ذرا اس کو سنوار اب بھی

خدا کے واسطے سب چھوڑ دو ان لغو باتوں کو ÷ کرو توبہ گناہوں سے کرو سچا قرار اب بھی

نہ کر برباد یوں یہ زندگانی قیمتی شے ہے ! ÷ ہے وقت اب بھی سنبھل جاؤ اسے اچھی گذار اب بھی

تجھے یہ کیوں شکایت ہے خدا سنتا نہیں میری ÷ وہ سنتا ہے وہ سنتا ہے ذرا اسے پکار اب بھی

یہ سب فیشن باتیں چھوڑ دے فیشن بدل اپنا ÷ نہ اترے گا نہ اترے گا یہ فیشن کا بخار اب بھی

بتا فیشن میں کیا رکھا ہے کیا ملتا ہے فیشن سے ÷ مسلماں سیدھا بن جا زندگی تو سنوار اب بھی

جو صورت ہے تو مسلم کی جو سیرت ہے تو مومن کی ÷ خدا کے واسطے صورت بدل سیرت سنوار اب بھی

خدا کے سامنے جھکتا نہیں غیروں سے جھکتا ہے ÷ یہی ایمان ہے۔ ہوتا نہیں ہے شرمسار اب بھی

قیامت کا نمونہ بن رہی ہے آج کل یہ دنیا ÷ بلائیں سر سے ٹل جائیں خدا کو تو پکار اب بھی

میرے شیخ زماں دنیا سے پردہ کر گئے لیکن ! ÷ مگر حاجت روا دنیا میں ہے ان کا مزار اب بھی

ذرا وہ آزما کر دیکھ تو لیں اپنے شیدا کو !

کہ ان کے نام پر ہیں جان و دل دونوں نثار اب بھی

تصوف

ضرورت شیخ گزشتہ سے پیوستہ

بقایا ۱۵ - آیت مذکورہ عنوان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ توبہ استغفار پیش اہل اللہ (انبیاء و اولیا) موجب قبولیت ہے۔ اور بسبب ان کی استغفار مغفرت کا سبب ہے۔ ورنہ جآؤُکَ فرمانے کی کیا حاجت و خصوصیت تھی۔ یہ رد ہے ان منکروں پر جو کہتے ہیں۔ کہ خدا سب کی سنتا ہے۔ بزرگوں کے پاس جانے کی کیا حاجت ہے۔ البتہ سنتا ہے۔ مگر جو قبولیت انبیاء اولیاء صالح کی دعا کو ہے۔ وہ عوام گنہگاروں کو کہاں ہے۔ اسی سبب سے بزرگوں کے پاس جا کر اور مشاہدہ متبرکہ پر اجابت دعا کی امید ہے۔ کہ مقامات نزول رحمت الٰہی ہیں:۔

صحیح مسلم میں ہے۔ کہ کہا ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ نے رات گزارتا تھا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ پس لاتا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پانی وضو کا۔ اور حاجت ان کی یعنی مسواک اور مصلیٰ وغیرہ۔ پس کہا مجھ کو کہ مانگ! یعنی چاہ خیر دنیا و آخرت کی پس کہا میں نے کہ مانگتا ہوں آپ سے رفاقت آپ کی بہشت میں۔ فرمایا سوا اس کے یعنی سوال تیرا یہی ہے۔ یا سوا اس کے اور کچھ۔ یعنی یہ مرتبہ کہ تو چاہتا ہے۔ بہت بڑا ہے۔ کچھ اور چاہ! کہا میں نے کہ مطلب میرا یہی ہے۔ کہ جو عرض کیا۔ میں نے۔ فرمایا پس مدد کر میری اوپر ذات اپنی کے ساتھ بہت کرنے سجدوں کے (اعِنّی بِکَثْرَۃِ السُّجُود)

ف :۔ پس فرمایا مانگ! یہ بسبب خوش ہونے کے۔ فرمایا۔ بیچ مقام مکانات یعنی بدلے میں خدمت کے۔ اور پس مدد کر میری یعنی اگر مُصِرّ ہے تو بیچ حصول اس مطلب کے تو مدد کر میری اوپر حصول مطلب اپنے کے ساتھ بہت کرنے سجدوں کے یعنی نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے سجدوں میں قابل اس مرتبہ کا ہوگا۔ یعنی میں دعا کرتا ہوں۔ اور حاصل ہونے شفا۔ تیری میں کوشش کرتا ہوں بشرطیکہ جو کچھ فرماؤں میں تو بھی اس پر عمل کرے۔ کہ دارہ حاصل ہونے شفا اور تدبیر کار کے یہی ہے ؎

فتح قفل ار چہ کلید است اے عزیز

جنبش از دست تو می خواہند نیز

اے عزیز گرچہ قفل (تالا) کنجی سے کھلتا ہے۔ لیکن تیرے ہاتھ کی حرکت بھی درکار ہے (ورنہ کنجی اپنے آپ تالا کو نہیں کھول سکتی۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خدمت اور راضی کرنا ان کو موجب سعادت اور حصول کرامت کا ہے۔ خصوصاً رضا سید کائنات صلوٰۃ وسلامہ علیہ وآلہ واصحابہ۔ اور اس میں تنبیہ ہے۔ اس پر کہ طالب صادق کو چاہیئے۔ کہ مطلب سوائے نعمتوں آخرت کی کہ باقی دائم ہیں۔ نہ رکھے اور طرف لذتوں دنیائے فانیہ کے التفات نہ کرے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ بندگی میں اپنی طرف سے قصور نہ کرے۔ تیرے ہوس اور آرزو اکتفا نہیں کرتے کہ بیکار بیٹھنا اور آرزو رکھنی لوہا سرد کوٹنا ہے ؎

کار کن کار بگذر از گفتار

کاندر این راہ کار دارد کار

پشاور۔ کوہاٹ۔ کیمبل پور۔ سیالکوٹ۔ ملتان سے اطلاعات ہفتہ وار حلقہ ذکر کی مجالس کی موصول ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام یاران طریقت کو اپنے اپنے شہر۔ اور قریہ میں حلقہ ذکر کی مجالس منعقد کرنے کی توفیق عطاء کرے۔ آمین!

نہایت ہی دلی رنج اور اندوہ سے یہ خبر درج رسالہ کی جاتی ہے۔ کہ ہمارے محترم جلیل القدر پیر بھائی جناب قاضی ابو النور محمد فاضل صاحب کوہاٹی کی اہلیہ محترمہ (جو قبلہ عالم سرکار علی پوری کی خادمہ تھیں اور نہایت ہی صالحہ اور نماز روزہ کی پابند تہجد گذار ذاکرہ شاغلہ تھیں) طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۱ر مارچ ۱۹۵۲ء کو بوقت ظہر رہگرائے عالم جاودانی ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دعاء ہے کہ مولا کریم مرحومہ کو خلد بریں میں اعلیٰ درجات عطا فرمادیں۔ اور قاضی صاحب اور ان کے فرزند ارجمند قاضی نور محمد عابد کو صبر و سکون کی توفیق عطاء فرمادیں۔ ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ مرحومہ کے لئے دعاء مغفرت کریں۔

ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ جناب مولٰنا ذی احترام مولوی محمد امام الدین صاحب بہت بیمار ہیں۔ ان کی بیماری نے بڑی طوالت کی ہے ناظرین رسالہ کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ مولٰنا کی صحت کے لئے دلی دعاء کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت کامل عطاء فرمائے۔

آستانہ عالیہ میں خدا کے فضل و کرم سے ہر طرح سے خیریت ہے۔ عالیجناب حضرت صاحبزادہ ذی الاحترام جناب سجادہ نشین صاحب جہلم اور لائل پور سے ہوتے ہوئے آستانہ عالیہ میں رونق افروز ہونے والے ہیں۔ کیونکہ انجمن خدام الصوفیہ کا انچاسواں سالانہ اجلاس اور عرس شریف ۲۸-۲۹ چیت کو ہونے والا ہے۔

عالیجناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ سید نور حسین شاہ صاحب علاقہ جھنگ میں تشریف رکھتے ہیں۔ وہ بہت جلد آستانہ عالیہ میں تشریف لانے والے ہیں۔

حضرت مولٰنا الحاج صاحبزادہ سید اختر حسین صاحب شب و روز روضہ اقدس کی تعمیر کے لئے زمین ہموار کرا کر بھٹہ خشت کی پکوائی کا کام کرا رہے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کی ہمت اور محنت میں برکت عطاء فرمادے۔ (باقی جملہ صاحبزادگان بخیریت تمام ہیں)

جن خریداران رسالہ انوار الصوفیہ کو سال گذشتہ کے کسی ماہ کا رسالہ کسی وجہ سے نہ ملا ہو۔ وہ براہ کرم عرس شریف کے موقعہ پر ایڈیٹر صاحب سے رسالہ ہا اس ماہ کا لے سکتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

ضروری اعلان

سال گذشتہ اعلیحضرت امیر الملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ ہذا میں شائع کرا دیا تھا۔ کہ جو سعید یاران طریقت برائے زیارت حرمین و شریفین و حج شریف ملک حجاز میں تشریف لے جاویں۔ وہ جناب سید جعفر مکی نائب معلم مکہ شریف محلہ جیاد کا نام بطور معلم بتاویں۔ اور اسی صاحب کے پاس مکہ شریف میں آقامت گزین ہوویں۔ امسال بھی جو اصحاب خوش نصیب برائے حج تشریف لے جاویں۔ وہ سید جعفر مکی نائب معلم اور حافظ عبد الرحمٰن احمد معلم مکہ شریف کے پاس آقامت رکھیں۔

(بحکم محمد کرم الٰہی جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ)

بیا و حال اہل درد بشنو — بلفظ اندک و معنی بسیار

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا ٭ او نشیند در حضور اولیاء

انجمن خدام الصوفیہ پاکستان کا

انچاسواں (۴۹) سالانہ اجلاس

بمقام علی پور سیداں بتاریخ ۹/۱۰ اپریل ۱۹۵۲ء مطابق ۱۳/۱۴ رجب ۱۳۷۱ھ موافق ۲۸/۲۹ چیت ۲۰۰۹ بکرمی

(بدھ و جمعرات)

حضرات! یہ وہ انجمن ہے۔ جس کو

درِ درجِ عرفاں مہِ برجِ دیں	شہ مسند آرائے ملکِ یقیں	فریدِ زمانہ سعید ازل
کلیدِ درِ گنج علم و عمل	حبیبِ خدا وارثِ انبیاء	جگر گوشۂ حیدر و مصطفےٰ

سلطان الاولیاء والعارفین امام الاتقیاء والسالکین برہان الاصفیاء والواصلین محبوب رب العلمین فرزند ختم المرسلین مصدر حسنات وخیرات مخزن فیوضات و برکات اعلیحضرت عظیم البرکت رفیع الدرجات امیر الملّت قیوم العالم حاج الحرمین الشریفین عالیجناب مولنٰا صوفی حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ صاحب قبلہ نقشبندی، مجددی محدث علی پوری قدس سرہٗ نے اپنی سرپرستی میں ۱۹۰۳ء میں قائم کیا۔ یہ وہ انجمن ہے، جس نے اشاعتِ علم و تصوف و اتحاد سلاسل صوفیائے کرام کی خدمت اپنا مقصد اعلیٰ ٹھہرایا ہے، جس کی طرف سے اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے رسالہ انوار الصوفیہ ۴۰ سال سے جاری ہے۔ جو ماہ بماہ آپ کے ملاحظہ سے گذرتا ہے۔ جو انجمن خدام الصوفیہ کا واحد ترجمان ہے۔ خدا کے فضل سے امسال اس کا انچاسواں اجلاس زیر صدارت عالیجناب فیض مآب مولنٰا الحاج صدر الافاضل حضرت صاحبزادہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور منعقد ہوگا۔ جس میں مملکت کے قریباً ہر حصہ سے سجادہ نشینان ذوالاحترام، مشائخ کرام و علمائے عظام تشریف فرما کر مجلس کو رونق بخشیں گے۔ اور اپنے انوار باطنی و فیوضات روحانی و مواعظ حسنہ سے شاملین کے دلوں کو نور ایمان سے منور کرینگے مئے عشق و محبت الٰہی عطاء فرمائینگے۔ کیوں نہ ہو مقبولان بارگاہ صمدیت محبوبان درگاہ احدیت کی محفل ہے عاشقان الٰہی کی مجلس ہے رازداران اسرار ربانی و کاشفان راز یزدانی کی محفل پاک ہے۔ مجلس کیا ہے۔ خلوت گاہ راز یا تجلّی گاہ عرفاں ہے۔ یاران طریقت کو بالخصوص اور عام اہل اسلام کو بالعموم لازم ہے۔ کہ وہ ضرور اس مبارک مجلس میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔ ضرور آیئے تشریف لایئے قدم رنجہ فرمایئے۔ کیونکہ

اتفاق بلبل و گل بارہا خواہد شدن ٭ بعد ازیں ما و شما سیر گلستاں یا نصیب

المعلن: کمترین غلامانِ غلام محمد کرم الٰہی بی۔اے۔ ایڈووکیٹ جنرل سکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پاکستان